B.A, Part-2, URDU (Hons)

Paper-3 (Poetry)

Topic: Gazaliyat Galib ki Tashreeh

Notes By:

Dr. Masroor Ahmad Haidri,

Department of Urdu,

J.K College, Biraul, Darbhanga.

غزلیات غالب کی تشریح

درد منت کش دوا نہ ہوا

میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

تشریح: مذکورہ شعر مرزا اسداللہ خاں غالبؔ کی غزل کا مطلع ہے۔شاعر موصوف فرماتے ہیں کہ میرے مرض عشق کے لئے دوا نہ کی گئی۔اس لحاظ سے مری محبت کا درد، دوا کا احسان اٹھانے سے محفوظ رہا۔عالج نہ کرانے سے درد اچھا نہ ہوا تو یہ میرے حق میں برا بھی نہیں ہوا، بلکہ بہتر ہوا۔کیوں کہ درد محبت تو میری زندگی کا سرمایہ ہے۔عالج ہو جانے کے بعد پھر لطف زندگی سے محروم ہو جاتا۔ دوست کی دوستی اور محبوب کی گرویدگی سے محروم رہتا اور عشق جیسے مقدس جذبے کی مٹی پلید ہو جاتی۔

جمع کرتے ہیں کیوں رقیبوں کو

اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا

تشریح: اس شعر میں مرزا غالب فرماتے ہیں کہ میرا معشوق اپنے رقیبوں کو جمع کر کے میرا مذاق اڑاتا ہے اور اپنی رسوائی کا شکوہ کرتا ہے۔بھئی اگر تم کو مجھ سے کوئی شکایت تھی تو تنہائی میں ذلیل کرتے۔ یہ کیا کہ تم نے مجھے رقیبوں کے بیچ رسوا کر کے ایک تماشا بنا دیا۔اس شعر میں احساس رسوائی کے ساتھ محبوب سے خفگی کا اظہار ہے۔ممکن ہے شاعر نے معشوق سے دوران گفتگو کچھ لگاؤ کی باتیں کہہ دی ہوں گی۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معشوق نے مذاق اڑانا شروع کیا اور بہت سے رقیبوں کو جمع کر کے یہ کہا کہ دیکھو یہ

حضرت مجھ سے عشق فرماتے ہیں۔ شاعر ایسے میں جھنجھلا اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہیں میرا اظہار عشق پسند نہ آیا سہی، تم نے تنہائی میں مجھے ذلیل و رسوا کر لیا ہوتا۔ یوں سب رقیبوں سے یہ کہنا کہ تم میری عظمت کے معترف نہیں ہو تو مت ہو، لیکن مجھے رسوا کرنے کے لئے محفل آرائی کی کیا ضرورت تھی۔

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا

تشریح: اس شعر میں مرزا اسداللہ خاں فرماتے ہیں کہ معشوق بہت شیریں سخن ہے۔ اس کا لب نازک اور زیادہ حسین ہے۔ وہ گالیاں بھی دیتا ہے تو رقیب برا نہیں مانتے ہیں۔ یعنی محبوب کی ہر بات میں مٹھاس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عاشقوں کی ایک بڑی جماعت اس کی میٹھی باتیں سننے کے لئے اس کے آس پاس جمع رہتی ہے۔ لوگ ایک دوسرے سے رقابت رکھتے ہیں مگر محبوب کی ایک ایک بات سننے کے لئے تڑپتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ محبوب اگر انہیں تلخ و ترش بھی سنائے تو بھی وہ رنجیدہ خاطر ہونے کے بجائے خوش ہوتے ہیں۔

ہے خبر گرم ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

تشریح: یہ شعر مرزا اسداللہ خاں غالب کی غزل سے ماخوذ ہے۔ واردات عشق کو بیان کرتے ہوئے وہ اپنی کم ظرفی اور کم مائیگی کا شکوہ کر رہے ہیں کہ آج ہی محبوب کی آمد کی خبر گرم ہے اور تنگ دستی سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ معاشی حالت اچھی نہیں ہے۔ ضیافت کا سامان موجود نہیں ہے۔ اگر مذاق یار کے مطابق معیاری سامان ہوتا تو خوش قسمتی ہوتی، لیکن یہاں تو معمولی درجہ کی چیزیں بھی دستیاب نہیں ہیں۔ محبوب کی آمد اور استقبال میں کوتاہی کے سبب عاشق غم زدہ اور پریشان حال ہے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

تشریح: اس شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ انسان خدا کی مخلوق ہے۔ یہ جان اور جسم اس کا بخشا ہوا ہے۔ نہ تو میری جان اپنی ہے اور نہ جسم ہی میرا ہے، بلکہ یہ خدا کی امانت ہے۔ لہٰذا اگر اس کی راہ میں انسان نے جان دے دی تو کوئی بڑا کارنامہ انجام نہیں دیا۔

کیوں کہ اس کی چیز تھی اس نے لے لی۔ سچ تو یہ ہے کہ انسان نے جان دے کر کوئی حق ادا نہیں کیا۔ یعنی شاعر کہتے ہیں کہ میں جس زندگی کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں وہ بھی خدا کی بہت بڑی دین تھی۔ مجھے اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ عمر رفتہ کو خدا کی بندگی میں صرف نہ کر سکا۔ اس طرح میں ایک احسان فراموش بندہ ہوں۔

کچھ تو پڑھیئے کہ لوگ کہتے ہیں

آج غالب غزل سرا نہ ہوا

تشریح: یہ شعر مرزا اسد اللہ خاں غالب کی غزل کا مقطع ہے۔ اس شعر میں غالب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ واقعتاً غزل کے ممتاز شاعر ہیں۔ غالب کی غزل سرائی کے مقابلہ میں دوسروں کی غزل سرائی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ایک بار غالب گھومتے پھرتے ایک مشاعرے میں آ کر بیٹھے ہیں۔ وہ کوئی پر تکلف اور مرصع غزل کہہ کر نہیں آئے ہیں۔ چنانچہ یہ وضاحت کر دینا چاہتے ہیں کہ آج میں نے محض بات رکھنے کو چند اشعار کہہ دیئے ہیں ورنہ لوگ کہتے کہ آج مجھ سے کوئی غزل نہیں ہو پائی۔

☆☆☆